نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان

۱۳۳۹ھ

زمین ساکن ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

باہتمام سید شاہ تراب الحق قادری

ناشر:

امام احمد رضا اکیڈمی

سلسلہ مطبوعات ۲

نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان

۱۳۳۹ھ

زمین ساکن ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

باہتمام سید شاہ تراب الحق قادری

ہمدانی ذخیرہ کتب

ملنے کا پتہ

حنفیہ پاک پبلیکیشنز کراچی

دکان نمبر ۱، رہبر منزل متصل المسلم ڈیلفیئر سوسائٹی نزد بسم اللہ مسجد
حنفیہ چوک، کھارادر، کراچی نمبر ۲۔

230495

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ از موتی بازار لاہور مسئولہ مولوی حاکم علی صاحب ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

یا سیدی اعلیحضرت سلکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد ہذا من تفسیر جلالین (ان اللہ یمسک السمٰوات والارض ان تزولا) ای یمنعہما من الزوال وایضا (اولم تکونوا اقسمتم) حلفتم (من قبل) فی الدنیا (مالکم من) زائدۃ (زوال) عنہا الی الاخرۃ وایضا (وان) ما (کان مکرہم) وان عظم (لتزول منہ الجبال) المعنی لایعبأ بہ ولایضرہ انفسہم والمراد بالجبال ہنا قیل حقیقتہا وقیل شرائع الاسلام المشبہۃ بہا فی القرار والثبات وفی قراءۃ بفتح لام لتزول ورفع الفعل فان مخففۃ والمراد تعظیم مکرہم وقیل المراد بالمکر کفرہم ویناسبہ علی الثانیۃ تکاد السمٰوات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ہدا وعلی الاول ماقرئ وماکان۔ سردار من دامت برکاتہم و این است از تفسیر حسینی ان اللہ بدرستیکہ خدائے تعالیٰ یمسک السمٰوات والارض نگاہ میدارد آسمانہا و زمین را ان تزولا برائے آنکہ زائل نشوند زیرا کہ ممکن را در حال بقا ناچار است از نگاہ دارندہ آوردہ اند کہ چون یہود و نصاریٰ عزیر و عیسیٰ را بفرزندی حق سبحانہ نسبت کردند آسمان و زمین نزدیک بآن رسید کہ شگافتہ گردد حق تعالیٰ فرمود کہ من بقدرت نگاہ می دارم ایشان را تا زوال نیابند یعنی از جائے خود نروند وایضاً اولم تکونوا در جواب ایشان گویند فرشتگان آیا نبودید شما کہ از روے مبالغہ اقسمتم من قبل سوگند می خوردید پیش ازین در دنیا کہ شما پایندہ و خوابیدہ بودید مالکم من زوال نباشد شمارا ہیچ زوالے مراد آنست کہ می گفتند کہ ما در دنیا خواہیم بود و لبرائے

لہ یعنی
الکلام کان المکر من
ان شدۃ یعجب
تزول عنہ الجبال
وتقطع عن اماکنہا
کما بین۔

دیگر نقل نحوی ہیم نمود وایضاً دان کان مکرھم بمرستیکہ بود مکر ایشاں در سختی و ھول ساختہ و پرداختہ لتزول
تا از جائے برود منہ الجبال ازاں مکر کوہ ہا محجوب محب فقیر ایدہ کو اللہ تعالیٰ فی کل حال۔

جب کافروں کے زوال کے معنی ان کا اس دنیا سے دار الآخرۃ میں جانا مسلم ہوا تو معاملہ صاف ہو گیا کیونکہ کافر زمین پر پھرتے چلتے ہیں اس پھرنے چلنے کا نام زوال نہوا کہ یہ ان کا چلنا پھرنا اپنے اماکن میں ہی کہ جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو حرکت کرنے کا امکان دیا ہی وہاں تک اُنکا حرکت کرنا اُنکا زوال نہ ہوا یہی حال پہاڑوں کا ہوا کہ ان کا اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اُنکا زوال ہوا جب یہ حال ہی تو زمین کا بھی اس کے اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اس کا زوال ہوگا اور اپنے اماکن میں اس کا حرکت کرنا زوال نہیں ہو سکتا۔ شکر ہی اُس پروردگار کا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مجھے گریز نہوا اور میری مشکل بھی از بارگاہ حلال المشکلات حل ہو گئی ببرکت کلام کریم ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب اور یہ اس طرح ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکان کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا یعنی آسمان کی تصریح کی طرح تصریح نہ فرمائی یعنی خاموشی فرمائی قربان جاؤں احسن الخالقین تبارک وتعالیٰ کے اور باعث خلق عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ سائنس کی سرکوبی کیلئے زمین کے زوال اس کے اماکن کے معنی آپکے اس تابعدار مجاہد کبیر پر عیاں فرمائے کہ زمین کے زوال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اسکو امساک کیا ہی اُس سے یہ باہر نہیں سرک سکتی مگر ان اماکن میں اس کو حرکت امر کردہ شدہ عطا فرمائی ہوئی ہے جیسے کہ اس پر کافر چلتے پھرتے ہیں اور یہ اُن کا زوال نہیں۔ ہی اسیطرح سے اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں امساک کردہ شدہ ہی اور جاذبہ اور رفتار کیا ہی صرف اللہ پاک کے امساک کا ایک ظہور ہی اور کچھ نہیں اب چاہیں تو جاذبہ اور رفتار دونوں کو معدوم کر دیں اور ہر چیز کو اس کے حیز میں ساکن فرما دیں اُس سے زائل نہیں ہو سکتی جیسے کہ سورج والشمس تجری لمستقر لہا کے رو سے اپنی مجرے میں امساک کیا گیا ہوا ہی اور اپنی

مجرے میں چل رہا ہی مگر اس کے اس چلنے کا نام زوال نہیں بلکہ جریان ہی تو زمین کا بھی اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں چلنا اسکا جریان ہی نہ کہ زوال ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فالحمد للہ رب العالمین والشکر والمنتہ۔ غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دالوں کو مسلمان کیا ہوا ہی الم نجعل الارض مھادا کے بجائے الذی جعل لکم الارض مھدا النجم ج ۴۵ ۶ آیۃ ۱۰ درج فرمادیں دیباچہ میں سب کو سلام مسنون قبول ہووے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ

الجواب۔ الحمد للہ الذی بامرہ قامت السماء والارض والصلاۃ والسلام علی شفیع یوم العرض وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین۔

مجاہد کبیر مخلص فقیر حق طلب حق نذیر سلمہ اللہ القدیر۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دسواں دن ہے آپکی رجسٹری آئی میری ضروری کتاب کہ طبع ہو رہی ہے اُس کی اصل کے صفحہ ۱۰۸۸ تک کاتب لکھ چکے اور صفحہ ۱۰۹۰ کے بعد سے تقریباً چالیس صفحہ کے مضامین بڑھانیکی ضرورت محسوس ہوئی یہ مباحث جلیلہ دقیقہ پر مشتمل تھی میں نے ان کی تکمیل مقدم جانی کہ طبع جاری ہی ادھر طبیعت کی حالت آپ خود ملاحظہ فرما گئے ہیں وہی کیفیت ابتک ہی اب بھی اُسیطرح چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد کو لیجاتے لاتے ہیں ان اوراق کی تحریر اور ان مباحث جلیلہ غامضہ کی تنقیح وتقریر سے بحمدہ تعالیٰ رات فارغ ہوا اور آپکی محبت پر اطمینان تھا کہ اس ضروری دینی کام کی تقدیم کو ناگوار نہ رکھیں گے آپنے اپنا لقب مجاہد کبیر رکھا ہی مگر میں تو اپنے تجربے سے آپکو مجاہد اکبر کہہ سکتا ہوں حضرت مولانا الاسد الاشد مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بعجلہ جلد سے جلد حق قبول کر لینے والا میں نے آپکی برابر نہ دیکھا اپنے جمے ہوئے خیال سے فوراً حق کی طرف رجوع لے آنا جسکا میں بارہا آپسے تجربہ کر چکا نفس سے جہاد ہے اور نفس سے جہاد جہاد اکبر ہے تو آپ اسمیں مجاہد اکبر ہیں بارک اللہ تعالیٰ وتقبل آمین۔ امید ہی کہ بعونہ تعالیٰ اس مسئلہ میں آپ ایسا ہی جلد از جلد قبول حق فرمائیں گے کہ باطل پر ایک آن کے لئے بھی اصرار میں آپکو نہ دیکھا والحمد للہ۔

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں کواکب چل رہے ہیں کل فی فلک یسبحون ۝ ہر ایک ایک فلک میں تیرتا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے پیش نظر ہے ان اللہ یمسک السموت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ ۝ انہ کان حلیما غفورا ۝ بیشک اللہ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انہیں کون روکے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔ میں یہاں اولاً اجمالاً چند حرف گزارش کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ اہل حق پسندی کو وہی کافی ہوں پھر قدرے تفصیل اجمال

یکم افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس آیہ کریمہ سے مطلق حرکت کی نفی مانی یہاں تک کہ اپنی جگہ قائم رہ کر محور پر گھومنے کو بھی زوال بتایا دیکھیے نمبر ۲۲ حضرت امام ابو مالک تابعی ثقہ جلیل تلمیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زوال کو مطلق حرکت سے تفسیر کیا دیکھیے آخر نمبر ۲۲ ان حضرات سے زائد عربی زبان و معانی قرآن سمجھنے والا کون۔ علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے تفسیر رغائب الفرقان میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر فرمائی ان تزولا کراھۃ ان تزولا عن مقرھما ومرکزھما یعنی اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقر و مرکز سے ہٹ نہ جائیں۔ مقر ہی کافی تھا کہ جائے قرار و آرام ہے قرار و سکون کہ منافی حرکت قاموس سے آتا ہے تو سکن مگر انہوں نے اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اس کا عطف تفسیری مرکزہما زائد کیا مرکز جسے کہتے ہیں کہ جائے رکز گاڑنا جمانا یعنی آسمان و زمین جہاں جمے ہوئے گڑے ہوئے ہیں وہاں سے نہ سرکیں نیز رغائب القرآن میں زیر قولہ تعالیٰ الذی جعل لکم الارض فراشا فرمایا لایتم الافتراش علیھا ما لم تکن ساکنۃ ویکفی فی ذلک ما اعطاھا خالقھا ورکز فیھا من المیل الطبیعی الی الوسط الحقیقی بقدرتہ واختیارہ ان اللہ یمسک السموت والارض ان تزولا اسی آیت کے نیچے تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں ہے اعلم ان کون الارض فراشا مشروط بکونھا ساکنۃ فالارض غیر متحرکۃ لا بالاستدارۃ ولا

بالاستقامۃ وسکون الارض لیس الا من اللہ تعالیٰ بقدرتہ واختیارہ ولہذا قال تعالیٰ ان اللہ یمسک السموٰت والارض ان تزولا اھ ملتقطا قرآن عظیم کے وہی معنی لیتے ہیں جو صحابہ وتابعین ومفسرین متقدمین نے لئے اُن سب کے خلاف وہ معنی لینا جن کا پتا نصرانی سائنس میں ملے مسلمان کو کیسے حلال ہو سکتا ہے قرآن کریم کی تفسیر بالرائے اشد کبیرہ ہے جس پر حکم ہے فلیتبوء مقعدہ من النار وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے یہ تو اس سے بھی بڑھکر ہوگا کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے بھی نہیں بلکہ رائے نصاریٰ کے موافق والعیاذ باللہ تعالیٰ یہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ صحابی جلیل القدر ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے اسرار سکھائے اُن کا لقب ہی صاحب سر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن سے اسرار حضور کی باتیں پوچھتے اور عبداللہ تو عبداللہ ہیں رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حکم فرمایا کہ یہ جو فرمائیں اُسے مضبوط تھامو تمسکو بعھد ابن مسعود اور ایک حدیث میں ارشاد ہے رضیت لامتی ما رضی لھا ابن ام عبد وکرھت لامتی ما کرہ لھا ابن ام عبد میں نے اپنی امت کیلئے پسند فرمایا جو اُس کیلئے پسند فرمایا جو اُسکے لئے عبداللہ ابن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت کیلئے ناپسند رکھا جو اُسکے لئے ابن مسعود ناپسند رکھیں اور خود اُن کے علم قرآن کو اس درجہ ترجیح بخشی کہ ارشاد فرمایا استقرأوا القراٰن من عبد اللہ ابن مسعود الحدیث قرآن چار شخصوں سے پڑھو سب میں پہلے عبداللہ ابن مسعود کا نام لیا یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بروایت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے اور عجائب نمائے الہیہ سے یہ کہ آیۂ کریمہ ان تزولا کی یہ تفسیر اور یہ کہ محور پر حرکت بھی موجب زوال ہے چہ جائیکہ حرکت علی المدار ہم نے دو صحابی جلیل القدر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی دونوں کی نسبت حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ یہ جو بات تم سے بیان کریں اُسکی تصدیق کرو دونوں حدیثیں جامع ترمذی شریف کی ہیں اول ما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ دوم ما حدثکم حذیفۃ فصدقوہ اب یہ تفسیر ان دونوں حضرات کی نہیں بلکہ رسول اللہ صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ اسے مانو اسکی تصدیق

کرو والحمد للہ رب العالمین ہماری معنی کی تو یہ عظمت شان ہے کہ مفسرین سے ثابت تابعین
سے ثابت اجلہ صحابہ کرام سے ثابت خود حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام
سے اس کی تصدیق کا حکم اور عنقریب ہم بفضل اللہ تعالیٰ اور بہت آیات اور صدہا احادیث اور اجماع
امت اور خود اقرار مجاہد کبیر سے اس معنی کی حقیقت اور زمین کا سکون مطلق ثابت کرینگے و باللہ التوفیق
آپ نے جو معنی لیے کیا کسی صحابی کسی تابعی کسی امام کسی تفسیر یا جانے دیجیے چھوٹی سی چھوٹی کسی اسلامی
عام کتاب میں دکھا سکتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ زمین گرد آفتاب دورہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ اُسے
صرف آشنا رو کے ہوئے ہے کہ اس مدار سے باہر نجائے لیکن اسپر اُسے حرکت کرنیکا امر فرمایا ہے حاشا
ہرگز کسی اسلامی رسالہ پرچے رقعہ سے اسکا پتا نہیں دے سکتے سوا سائنس نصاریٰ کے۔ آگے آپ
انصاف کریں گے کہ معنی قرآن وہ لیے جائیں یا یہ۔ محبا مخلصا وہ کونسا نص ہے جسمیں کوئی تاویل
نہیں گڑھ سکتے یہاں تک کہ قادیانی کا فرنے وخاتم النبیین میں تاویل گڑھ دی کہ رسالت
کی افضلیت اُن پر ختم ہو گئی اُن جیسا کوئی رسول نہیں نانوتوی نے گڑھ دی کہ وہ نبی بالذات ہیں
اور نبی بالعرض اور بالعرض کا قصہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اُن کے بعد بھی اگر کوئی نبی ہو تو ختم
نبوت کے خلاف نہیں حتی کہ یوہیں کوئی شرک لا الٰہ الا اللہ میں تاویل کر سکتا ہے کہ اعلیٰ میں
حصر ہے یعنی اللہ کے برابر کوئی خدا نہیں اگرچہ اُس سے چھوٹے بہت سے ہوں جیسے حدیث
میں ہے لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار دوسری حدیث میں لا وجع الا وجع العین
ولاھم الاھم الدین درد نہیں مگر آنکھ کا درد اور پریشانی نہیں مگر قرض کی پریشانی ایسی
تاویلوں پر خوش نہ ہونا چاہیے بلکہ جو تفسیر ماثور ہے اُس کے حضور سر رکھ دیا جائے اور جو
مسئلہ تمام مسلمانوں میں مشہور و مقبول ہے مسلمان اُس پر اعتقاد لائے۔

محبی مخلصی اللہ عزوجل نے آپ کو پکا مستقل سنی کیا ہے آپ جانتے ہیں کہ آپ سے پہلے رافضی
جو مرتد نہ تھے کاہے سے رافضی ہوئے۔ کیا اللہ یا قرآن یا رسول یا قیامت وغیرہا ضروریات دین
سے کسی کے منکر تھے ہرگز نہیں اُنھیں اسی نے رافضی کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کی عظمت نہ کی۔ تمہارا دل کو صحابہ کی عظمت سے مملو کر لینا فرض ہے انھوں نے قرآن کریم صاحب
قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھا حضور سے اُس کے معانی سیکھے اُنکے ارشاد کے آگے اپنی
فہم ناقص کی وہ نسبت سمجھنی بھی ظلم ہے جو ایک علامہ متبحر کے حضور کسی جاہل گنوار بے تمیز کو مجا
صحابہ اور خصوصاً حذیفہ و عبداللہ ابن مسعود جیسے صحابہ کی یہ کیا عظمت ہوئی اگر ہم خیال کریں
کہ جو معنی قرآن عظیم اُنھوں نے سمجھے غلط ہیں ہم جو سمجھے وہ صحیح ہیں آپ کو اللہ عزوجل
کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہ آپ کے دل میں ایسا خطرہ بھی گزرے فاللہ خیر
حفظا وھو ارحم الرحمین میں اُمید واثق رکھتا ہوں کہ اسیقدر اجمال جمیل آپکے انصاف
جزیل کو بس ہو۔ اب قدرے تفصیل بھی عرض کروں (۱) زوال کے اصل معنی سرکنا ہٹنا
جانا۔ حرکت کرنا۔ بدلنا ہیں۔ قاموس میں ہے الزوال الذھاب والاستحالۃ اُسی میں ہے
کل ما تحول فقد حال واستحال ایک نسخہ میں ہے کل ما تحرک او تغیر یوہیں عباب
میں ہے تحول او تحرک تاج العروس میں ہے ازال اللہ تعالیٰ زوالہ ای اذھب اللہ
حرکتہ وزال زوالہ ای ذھبت حرکتہ نہایہ ابن اثیر میں ہے فی حدیث جندب
الجھنی واللہ لقد خالطہ سھمی ولو کان زائلۃ لتحرک الزائلۃ کل شی فی الحیوان
یزول عن مکانہ ولا یستقر وقد کان ھذا المرمی قد سکن نفسہ لا یتحرک لئلا
یحس بہ فیجھز علیہ (ا) دیکھو زوال بمعنی حرکت ہے اور قرآن عظیم نے آسمان و زمین سے
اُسکی نفی فرمائی تو حرکت زمین و حرکت آسمان دونوں باطل ہوئیں (ب) زوال جانا اور بدلنا
ہے حرکت محوری میں بدلنا ہے اور مدار پر حرکت میں جانا بھی تو دونوں کی نفی ہوئی (ج) نہایہ و در
نثیر امام جلال الدین سیوطی میں ہے الزوائل الانزعاج بحیث لا یستقر علی المکان وھو
الزوال بمعنے واحد قاموس میں ہے زعجہ واقلقہ وقلعہ من مکانہ کازعجہ فانزعج
لسان میں ہے الانزعاج نقیض الاقرار تاج میں ہے قلق الشیٔ قلقا ھو ان لا یستقر
فی مکان واحد مفردات امام راغب میں ہے قر فی مکانہ ثبت ثبوتا جامدا واصلہ

من القر وھو البرد وھو یقتضی لسکون والحر یقتضی الحرکتہ قاموس میں ہے قر بالمکان ثبت وسکن کا مستقر دیکھو زوال انزعاج ہے اور انزعاج قلق اور مقابل قرار اور قرار سکون تو زوال مقابل سکون ہے اور مقابل سکون نہیں مگر حرکت تو ہر حرکت زوال ہے قرآن عظیم آسمان زمین کے زوال سے انکار فرماتا ہے لاجرم اُن کی ہر گونہ حرکت کی نفی فرماتا ہے (د) صراح میں ہے زائل جنبیدہ و روندہ و آئندہ زمین اگر محور پر حرکت کرتی جنبیدہ ہوتی اور مدار پر تو آئندہ و روندہ بھی بہرحال زائل ہوتی اور قرآن عظیم اُس کے زوال کو باطل فرماتا ہے لاجرم اُس سے ہر نوع حرکت زائل (۲) کریمہ وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال ۵ اُن کا مکر اتنا نہیں جس سے پہاڑ جگہ سے ٹل جائیں یا اگرچہ اُن کا مکر ایسا بڑا ہو کہ جس سے پہاڑ ٹل جائیں یہ قطعاً ہماری ہی مؤید اور ہر گونہ حرکت جبال کی نفی ہے (۱) ہر عاقل بلکہ غبی تک جانتا ہے کہ پہاڑ ثابت ساکن و مستقر ایک جگہ جمے ہوئے ہیں جن کو اصلاً جنبش نہیں تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے ثبوت الجبل یعرفہ الغبی والذکی قرآن عظیم میں اُن کو رواسی فرمایا رواسی ایک جگہ جما ہوا پہاڑ اگر ایک انگل بھی سرک جائے گا قطعاً زوال الجبل صادق آئے گا نہ یہ کہ تمام دنیا میں لڑھکتا پھرے اور زوال الجبل نہ کہا جائے ثبات و قرار ثابت رہے کہ ابھی دنیا سے آخرت کی طرف گیا ہی نہیں زوال کیسے ہو گیا۔ اپنی منقولہ عبارت جلالین دیکھئے پہاڑ کے اسی ثبات و استقرار پر شرائع اسلام کو اُس سے تشبیہ دی ہے جن کا ذرہ بھر ہلنا ممکن نہیں (ب) اسی عبارت جلالین کا آخر دیکھئے کہ تفسیر دوم پر یہ آیت آیہ وتخر الجبال ھدا ہ کے مناسب ہے یعنی اُن کی طعون بات ایسی سخت ہے جس سے قریب تھا کہ پہاڑ ڈھ کر گر پڑتے۔ یونہیں معالم التنزیل میں ہے وھو معنی قولہ تعالیٰ وتخر الجبال ھدا ہ یہ مضمون ابوعبید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا نیز ابن جریر ضحاک سے راوی ہوئے کہ قولہ تعالیٰ وتخر الجبال ھدا ہ اسی طرح قتادہ شاگرد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ظاہر ہے کہ ڈھ کر گرنا اُس جنگل سے بھی اُسے نکال دے گا جس میں تھا نہ کہ دنیا سے ہاں جما ہوا

ساکن مستقر نہ رہے گا تو اسی کو زوال سے تعبیر فرمایا اور اسی کی نفی زمین سے فرمائی تو وہ ضرور جمی ہوئی ساکن مستقر ہے (ج) رب عزوجل نے سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا الکریم وعلیہ الصلاۃ والتسلیم سے فرمایا لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی o تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہے تو عنقریب تم مجھے دیکھ لوگے پھر فرمایا فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا o جب اُن کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی اُسے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گرے۔ کیا ٹکڑے ہو کر دنیا سے نکل گیا یا ایشیا یا اوس ملک سے۔ اس معنی پر تو ہرگز جگہ سے نہ ٹلا ہاں وہ خاص محل جس میں جما ہوا تھا وہاں جانہ رہا تو معلوم ہوا اسی قدر عدم استقرار کو کافی ہے اور اوپر گزرا کہ عدم استقرار عین زوال ہے زمین بھی جہاں جمی ہوئی ہے وہاں سے سرکے تو بیشک زائل ہو گی اگرچہ دنیا یا مدار سے باہر نہ جائے (د) اس آیہ کریمہ کے نیچے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے وان کان مکرھم فی غایۃ المتانۃ والشدۃ معدًا لازالۃ الجبال عن مقارھا نیشاپوری میں ہے ان لتزالہ الجبال عن اماکنھا خازن میں ہے تزال عن اماکنھا کشاف میں ہے تنقلع عن اماکنھا مدارک میں ہے تنقطع عن اماکنھا اسی کے مثل آپ نے کمالین سے نقل کیا یہاں بھی مکان ومقر سے قطعًا وہی قرار ہے جو کریمۂ فان استقر مکانہ میں تھا ارشاد کا ارشاد مفادھا جائے قرار اور کشاف کا لفظ تنقطع خاص قابل لحاظ ہے کہ اکھڑ جانے ہی کو زوال بتایا (ہ) سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن ابی حاتم تفسیر میں حضرت ابو مالک غزوان غفاری کوفی استاذ امام سدی کبیر و تلمیذ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال قال تحرکت اُنھوں نے صاف تصریح کر دی کہ زوال جبال اُن کا حرکت کرنا جنبش کھانا ہے۔ اسی کی زمین سے نفی ہے وللہ الحمد (۳) اوپر گزرا کہ زوال مقابل قرار وثبات ہے اور قرار وثبات حقیقی سکون مطلق ہے در بارۂ قرار عبارت امام راغب گزری اور قاموس میں ہے المثبت کمکرم من لا حراک بہٖ من المرض وبکسر الباء

الذی ثقل فلم یبرح الفراش وداء ثبات بالضم معجز عن الحرکتہ مگر توسّعاً قرار و ثبات ایک حالت پر بقا کو کہتے ہیں اگرچہ اسمیں سکون مطلق نہ ہو تو اُس کا مقابل زوال اُسی حالت سے انفصال ہوگا یونہی مقر و مستقر و مکان ہر جسم کے لئے حقیقۃً وہ سطح یا بعد مجرد یا موہوم ہے جو جوانب سے اُس جسم کو حاوی اور اس سے ملاصق ہے یعنی علمائے اسلام کے نزدیک وہ فضائے متصل جسے یہ جسم بھرے ہوئے ہے ظاہر ہے کہ وہ بے سرکنے سے بدل گئی لہٰذا اس حرکت کو حرکت اینیہ کہتے ہیں یعنی جس سے دمبدم این کہ مکان و جائے کا نام بدلتا ہے یہی جسم کا مکان خاص ہے اور اسی میں قرار قرار و ثبات حقیقی ہے اس کے لیے یہ بھی ضرور کہ وضع بھی نہ بدلے کُرہ کہ اپنی جگہ قائم رہکر اپنے محور پر گھومے مکان نہیں بدلتا مگر اُسے قار و ثابت و ساکن نہ کہیں گے بلکہ زائل و حائل و متحرک۔ پھر اسی توسّع کے طور پر بیت بلکہ دار بلکہ محلے بلکہ شہر بلکہ ملک بلکہ کثیر ملکوں کے حاوی حصۂ زمین مثل ایشیا بلکہ ساری زمین بلکہ تمام دنیا کو مقر و مستقر و مکان کہتے ہیں قال تعالیٰ ولکم فیہا مستقر و متاع الی حین اور اس سے جب تک جدائی نہ ہوئے قرار و قیام بلکہ سکون سے تعبیر کرتے ہیں اگرچہ ہزاروں حرکات پر مشتمل ہو۔ لہٰذا کہیں گے کہ موتی بازار بلکہ لاہور بلکہ پنجاب بلکہ ہندوستان بلکہ ایشیا بلکہ زمیں ہمارے مجاہد کبیر کا مسکن ہے وہ انہیں سکونت رکھتے ہیں وہ ان کے ساکن ہیں حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ سکون و حرکت متباین مگر یہ معنی مجازی ہیں لہٰذا جائے اعتراض نہیں لاجرم محل نفی میں ان کا مقابل زوال بھی انہیں کی طرح مجازی و توسّع ہے اور وہ نہ ہوگا جب تک ان سے انتقال نہ ہو کفار کی وہ قسم کہ مالنا من زوال اسی معنی پر تھی یہ قسم نہ کھاتے تھے کہ ہم ساکن مطلق ہیں چلتے پھرتے نہیں نہ یہ کہ ہم ایک شہر یا ملک کے پابند ہیں اس سے منتقل نہیں ہوسکتے بلکہ دنیا کی نسبت قسم کھاتے تھے کہ ہمیں یہاں سے آخرت جانا نہیں ان ھی الا حیاتنا الدنیا نحیی و نموت وما نحن بمبعوثین ۵ مولیٰ تعالےٰ فرماتا ہے واقسموا باللہ جہد ایمانہم لا یبعث اللہ من یموت لاجرم تیسری آیۂ کریمہ میں زوال سے مراد دنیا سے آخرت میں جانا ہو نہ یہ کہ دنیا میں اُن کا چلنا پھرنا زوال نہیں

قطعاً حقیقی زوال ہے جس کی سندیں اوپر سن چکے اور عظیم شانی بیان آگے آتا ہی مگر یہاں
اُسکا ذکر ہی جس کی وہ قسم کھاتے تھے اور وہ نہ تھا مگر دنیا سے انتقال معنی مجازی کے لیے قرینہ
درکار ہوتا ہی یہاں قرینہ اُن کے یہی اقوال بعینہ ہیں بلکہ خود اسی آیت صدر میں قرینہ صریحہ
مقالیہ موجود کہ روز قیامت ہی کے سوال وجواب کا ذکر ہے فرماتا ہی وانذر الناس یوم
یاتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الی اجل قریب نجب دعوتك
ونتبع الرسل اولم تکونوا اقسمتم من قبل مالکم من زوال ٥ لیکن کریمہ ان اللہ
یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا میں کوئی قرینہ نہیں تو معنی مجازی لینا کسی طرح جائز
نہیں ہو سکتا بلکہ قطعاً زوال اپنے معنی حقیقی پر رہے گا یعنی قرار وثبات وسکون حقیقی کا چھوڑنا
اُسکی نفی ہے تو ضرور سکون کا اثبات ہی ایک جگہ معنی مجازی میں استعمال دیکھ کر دوسری جگہ
بلا قرینہ مجاز مراد لینا ہرگز حلال نہیں (۴) نہیں نہیں بلا قرینہ نہیں بلکہ خلاف قرینہ۔ یہ اور سخت
تر ہی کہ کلام اللہ میں پوری تحریف معنوی کا پہلو دے گا رب عزوجل نے یمسک فرمایا ہی امساک
روکنا تھامنا بند کرنا ہی ولہذا جو زمین کے پانی کو بہنے نہ دے روک رکھے اسے مسك
اور مساك کہتے ہیں انہار وابحار کو نہیں کہتے حالانکہ انہیں بھی پانی کی حرکت وہیں تک ہوگی
جہاں تک احسن الخالقین جل وعلا نے اُس کا امکان دیا ہی قاموس میں ہی امسکہ حبسہ
المسك محرکۃ الموضع یمسك الاناء کالمسك کسحاب یوں تو دنیا بھر میں کوئی حرکت
کبھی بھی زوال نہ ہو کہ جہاں تک احسن الخالقین تعالے نے امکان دیا ہی اُس سے آگے نہیں
بڑھ سکتی (۵) اگر ان معنی مجازی کو نہ لیجیے بلکہ کہیے کہ زوال عام ہے مکان ومستقر حقیقی خاص ہی
سرکنا اور موضع عام اور موطن اعم اور دائم از اعم سے جدا ہونا سب اُس کے فرد ہیں تو ہر ایک پر
اُسکا اطلاق حقیقت ہی جیسے زید وعمرو وبکر وغیرہم کسی فرد کو انسان کہنا تو اب بھی قرآن کریم کا
مفاد زمین کا وہی سکون مطلق ہوگا نہ کہ اپنے مدار سے باہر نجانا نزولا فعل ہی اور محل نفی میں وارد ہی
اور علم اصول میں مصرح ہے کہ فعل تو نکرہ میں ہی اور نکرہ حیز نفی میں عام ہوتا ہے تو معنی آیت

یہ ہوئے کہ آسمان و زمین کو کسی قسم کا زوال نہیں نہ موقع عام سے نہ مستقر حقیقی خاص سے اور یہی سکون حقیقی ہے و للہ الحمد۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مجاہد کبیر کو اپنی عبارت میں ہر جگہ قید بڑھانی پڑی زمین کا اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اُس کا زوال ہے گا زائل ہو جانا قطعاً مطلقاً نہ زوال ہے زائل ہو جانا زوال کا ترجمہ ہوتا ہے مکان خاص سے ہو خواہ اماکن سے مگر زوال کے اخراج کو اس قید کی حاجت ہوئی یوں ہیں فرمایا زمین کا زوال اس کے اماکن سے پھر فرمایا جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو امساک کیا ہے اس سے باہر سرک نہیں سکتی پھر فرمایا اپنے مدار میں امساک کردہ شدہ اُس سے زائل نہیں ہو سکتی اور نفی کی جگہ فرمایا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہیں فرمایا یہاں جمع اماکن کا ظاہر کر دیا مگر رب عزوجل نے تو اُن میں سے کوئی قید نہ لگائی مطلق یمسک فرمایا ہے اور مطلق ان تزولا۔ اللہ آسمان زمین ہر ایک کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائے یہ نہ فرمایا کہ اس کے مدار میں روکے ہوئے ہے یہ نہ فرمایا کہ ہر ایک کے لیے اماکن عدیدہ ہیں اُن اماکن سے باہر نہ جانے پائے تو اُس کا بڑھانا کلام الٰہی میں اپنی طرف سے پیوند لگانا ہوگا از پیش خویش قرآن عظیم کے مطلق کو مقید عام کو مخصوص بنانا ہوگا اور یہ ہرگز روا نہیں اہلسنت کا عقیدہ ہے جو اُن کی کتب عقائد میں مصرح ہے کہ النصوص تحمل علی ظواھرھا بلکہ تمام ضلالتوں کا بڑا پھاٹک یہی ہے کہ بطور خود نصوص کو ظاہر سے پھیریں مطلق کو مقید عام کو مخصوص کریں مالکم من زوال کی تخصیص واضح سے ان تزولا کو بھی مخصوص کر لینا اس کی نظیر یہی ہے کہ ان اللہ علی کل شی قدیر کی تخصیص دیکھ کر ان اللہ بکل شیءٍ علیم کو بھی مخصص مان لیں کہ جس طرح وہاں ذات و صفات و کمالات زیر قدرت نہیں یوں ہی معاملہ صاف ہو گیا کہ ذات و صفات و محالات کا معاذ اللہ علم بھی نہیں زیادہ تشفی بحمدہ تعالیٰ نمبر ۵ میں آتی ہے جس سے واضح ہو جائے گا کہ اللہ و رسول و صحابہ و مسلمین کے کلام میں یہاں یعنی خاص محل نزاع میں زوال سے مطلقاً ایک جگہ سے سرکنا مراد ہوا ہے اگرچہ اماکن معینہ سے

باہر بجائے یا زوال کفار کی طرح دنیا خواہ مدار چھوڑ کر الگ بھاگ جانا فانتظر (۶) لاجرم وہ جھوٹ
نے خود صاحب قرآن صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے قرآن کریم پڑھا خود حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلّم سے اُس کے معانی سیکھے انھوں نے آیۂ کریمہ کو ہر گونہ زوال کی نافی اور سکون مطلق حقیقی
کی مثبت بتایا سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر نے حضرت شقیق بن مسلمہ
سے کہ زمانۂ رسالت پائے ہوئے تھے روایت کی اور یہ حدیث ابن جریر بسند صحیح برجال صحیحین
بخاری و مسلم ہے حدثنا ابن بشار ثنا عبد الرحمن ثنا سفین عن الاعمش عن ابی وائل قال جاء
رجل الی عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال من این جئت قال من الشام فقال من لقیت قال
لقیت کعب فقال ما حدثك کعب قال حدثنی ان السموٰت تدور علی منکب ملك فقال صدقتہ
او کذبتہ قال ما صدقتہ ولا کذبتہ قال لوددت انك افتدیت من رحلتك الیہ
براحلتك ارحلھا کذب کعب ان اللہ یقول ان اللہ یمسك السموٰت والارض ان
تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ زاد غیر ابن جریر وکفی بھا زوالا
ان تدورا ایک صاحب حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر
ہوئے فرمایا کہاں سے آئے عرض کی شام سے فرمایا وہاں کس سے ملے عرض کی کعب سے فرمایا
کعب نے تم سے کیا بات کی عرض کی یہ کہا کہ آسمان ایک فرشتے کے شانے پر گھومتے ہیں

فرمایا تم نے اس میں کعب کی تصدیق کی یا تکذیب
عرض کی کچھ نہیں (یعنی جس طرح حکم ہے کہ جب تک اپنی کتاب کریم کا حکم نہ معلوم ہو اہل
کتاب کی باتوں کو نہ سچ جانو نہ جھوٹ) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا کاش تم اپنا اونٹ اور اس کا کجاوہ سب اپنے اس سفر سے چھٹکارے کو دیدیتے
کعب نے جھوٹ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے
کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا نہیں کون تھامے گھومنا اُن کے سرک

حضرت سیدنا امام بخاری و مسلم برجال حنفیہ برسول صحیح بسند طبری نے محمد بن جریر امام بھی روایت کی حدثنا جریر امام اعظم ابو حنیفہ کے استاذ الاستاذ امام اجل ابراہیم نخعی سے روایت کی حدثنا جریر

عن مغیرۃ عن ابراھیم قال ذھب جندب البجلی الی کعب الاحبار ثم رجع فقال له عبد اللہ حدثنا ما حدثک فقال حدثنی ان السماء فی قطب کقطب الرحا قال عبد اللہ لوددت انک افتدیت رحلتک بمثل راحلتک ثم قال ماتنکت الیھودیۃ فی قلب عبد فکادت ان تفارقہ ثم قال ان اللہ یمسک السموت والارض ان تزولا ولکفی بھما زوالا ان تدورا

جندب بجلی کعب احبار کے پاس جاکر واپس آئے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہو کعب نے تم سے کیا کہا عرض کی یہ کہا کہ آسمان چکی کی طرح ایک کیلی میں ہے حضرت عبد اللہ نے فرمایا مجھے تمنا ہوئی کہ تم اپنے ناقہ کی برابر مال دیکر اس سفر سے چھٹ گئے ہوتے یہودیت کی خراش جس دل میں لگتی ہے پھر مشکل ہی سے چھوٹتی ہے اللہ تو فرما رہا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ نہ سرکیں ان کے سرکنے کو گھومنا ہی کافی ہے عبد بن حمید نے قتادہ شاگرد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ان کعبا کان یقول ان السماء تدور علی نصب مثل نصب الرحا فقال حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کذب کعب ان اللہ یمسک السموت والارض ان تزولا کعب کہا کرتے کہ آسمان ایک کیلی پر دورہ کرتا ہے جیسے چکی کی کیلی اس پر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کعب نے جھوٹ کہا بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ جنبش نہ کریں۔ دیکھو ان اجلہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مطلق حرکت کو زوال مانا اور اس پر انکار فرمایا اور قائل کی تکذیب کی اور اسے بقائے خیالات یہودیت سے بتایا کیا وہ اتنا نہ سمجھ سکتے تھے کہ ہم کعب کی ناحق تکذیب کیوں فرمائیں آیت میں تو زوال کی نفی فرمائی ہے اور ان کا یہ پھرنا چلنا اپنے اماکن میں ہے جسن الخالقین تعالیٰ نے ان کو حرکت کا امکان دیا ہے وہاں تک ان کا حرکت کرنا اگر

حرکت کرنا اُن کا زوال نہ ہوگا مگر اُن کا ذہن مبارک اس معنی باطل کی طرف نہ گیا نہ جا سکتا تھا بلکہ اس کے ابطال ہی کی طرف گیا اور جانا ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً زوال کی نفی فرمائی ہے نہ کہ خاص زوال عن المدار کی تو انہوں نے روا نہ رکھا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے یہ پیوند لگائیں لاجرم اُس پر رد فرمایا اور اس قدر شدید و اشد فرمایا وللہ الحمد **تنبیہ** کعب احبار تابعین اخیار سے ہیں خلافت فاروق میں یہودی سے مسلمان ہوئے کتب سابقہ کے عالم تھے اہل کتاب کی احادیث اکثر بیان کرتے انھیں میں سے یہ خیال تھا جس کی تغلیط ان اکابر صحابہ نے قرآن عظیم سے فرمادی تو کذب کعب کے یہ معنے ہیں کہ کعب نے غلط کہا نہ یہ کہ معاذ اللہ قصداً جھوٹ کہا کذب بمعنی اَخطَأ محاورہ حجاز ہے اور خراش یہودیت بمشکل چھوٹنے سے یہ مراد کہ اُن کے دل میں علم یہود بھرا ہوا تھا وہ تین قسم ہے باطل صریح وحق صحیح اور شکوک کہ جب تک اپنی شریعت سے اُس کا حال نہ معلوم ہو حکم ہے کہ اُس کی تصدیق نہ کرو ممکن کہ اُن کی تحریفات خرافات سے ہو نہ تکذیب کرو ممکن کہ توریت یا تعلیمات سے ہو اسلام لاکر قسم اول کا حرف حرف قطعاً اُن کے دل سے نکل گیا قسم دوم کا علم اور مسجل ہو گیا یہ مسئلہ قسم سوم بقایائے علم یہود سے تھا جس کے بطلان پر آگاہ نہ ہو کر انھوں نے بیان کیا اور صحابہ کرام نے قرآن عظیم سے اُس کا بطلان ظاہر فرما دیا یعنی یہ نہ توریت سے ہے نہ تعلیمات سے بلکہ اُن خبیثوں کی خرافات سے تابعین صحابہ کرام کے تابع ۔ خادم ہیں مخدوم اپنے خدام کو ایسے الفاظ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور مطلب یہ ہے جو ہم نے واضح کیا وللہ الحمد

(۷) اس ساری تحریر میں سب سے مجھے آپ کے اس فقرے کا زیادہ تعجب ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرما دی مگر زمین کے بارے میں ایسا نفرمایا خاموشی فرمائی اسے آپ نے اپنی مشکل کا حل تصور کیا ۔ کعب احبار نے آسمان ہی کا گھومنا بیان کیا تھا اور یہود اسی قدر کے قائل تھے زمین کو وہ بھی ساکن مانتے تھے بلکہ ۱۵۳۰ء سے پہلے جس کوپر نکس نے حرکت زمین کی بدعت مثالہ کو کہ دو ہزار برس سے

مردہ پڑی تھی جلایا پہلے نصاریٰ بھی سکون ارض ہی کے قائل تھے اسی قدر یعنی صرف دورۂ
آسمان کا ان حضرات طالیات کے حضور تذکرہ ہوا اسکی تکذیب فرمادی دورۂ زمین کہا کس نے
تھا کہ اس کا رد فرماتے اگر کوئی صرف زمین کا دورہ کہتا صحابہ اسی آیۂ کریمہ سے اس کی تکذیب
کرتے، اور اگر کوئی آسمان وزمین دونوں کا دورہ بتاتا صحابہ اسی آیت سے دونوں کا
ابطال فرماتے۔ جواب بقدر سوال دیکھ لیا یہ نہ دیکھا کہ جس آیت سے وہ سند لائے اس
میں آسمان وزمین دونوں کا ذکر ہے یا صرف آسمان کا آیۂ پڑھیے صراحۃً دونوں ایک حالت
پر مذکور ہیں دونوں پر ایک ہی حکم ہے جب حسب ارشاد صحابہ آیۂ کریمہ مطلق حرکت کا
انکار فرماتی ہے، اور وہ انکار آسمان وزمین دونوں کے لیے ایک نسق ایک لفظ ان تزولا
میں ہے جس کی ضمیر دونوں کی طرف ہے تو قطعاً آیت نے زمین کی بھی ہر گونہ حرکت کو باطل فرمایا
جس طرح آسمان کی ایک شخص کہے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے آفتاب
کو اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا تھا اس پر عالم فرمائے وہ جھوٹا ہے آیۂ کریمہ انی رأیت
احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتہم لی ساجدین کہ میں نے گیارہ ستاروں
اور سورج اور چاند کو اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا اس کے بعد ایک دوسرا اٹھے اور چاند
کو ساجد دیکھنے سے منکر ہو اور کہے قربان جائیے عالم کے سورج کے سجدہ کی تصریح
فرمائی مگر چاند کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی اسے کیا کہا جائے گا اب تو آپ
نے خیال فرمالیا ہو گا کہ قائل حرکت ارض کو اجلۂ صحابہ کرام بلکہ خود صاف ظاہر نص قرآن
عظیم سے گریز کے سوا کوئی چارہ نہیں اور یہ معاذ اللہ خسران مبین ہے جس سے اللہ تعالیٰ
آپ اور سب اہلسنت کو بچائے آمین (۸) عجب کہ آپ نے آفتاب کا زوال نہ سنا
اسے تو میں نے آپ سے بالمشافہ کہدیا تھا (۱) حدیثوں میں کتنی جگہ زالت الشمس ہے
بلکہ قرآن عظیم میں ہے اقم الصلوۃ لدلوک الشمس تفسیر ابن مردویہ میں امیر المومنین عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لدلوک الشمس کی تفسیر

میں فرمایا الزوال الشمس ابن جریر نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اتانی جبریل لدلوک الشمس حین
زالت فصلی بی الظہر نیز ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کان رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم یصلی الظہر اذا زالت الشمس ثم تلا اقم الصلوٰۃ لدلوک
الشمس نیز مثل سعید ابن منصور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلوکہا زوالہا
بزار وابو الشیخ وابن مردویہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلوک الشمس
زوالہا عبدالرزاق نے مصنف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلوک الشمس
اذا زالت عن بطن السماء مجمع بحار الانوار میں ہی زاغت الشمس زالت وزالت
عن اعلیٰ درجات ارتفاعہا فقہ میں وقت زوال ہر کتاب میں مذکور اور عوام تک
کی زبانوں پر مشہور کیا اس وقت آفتاب اپنے مدار سے باہر نکل جاتا ہی اور احسن الخالقین
جل وعلا نے جہاں تک کی حرکت کا اُسے امکان دیا ہی اُس سے آگے پاؤں پھیلاتا ہے
حاشا مدار ہی میں رہتا ہے اور پھر زوال ہو گیا یونہیں زمین اگر دورہ کرتی ضرور اُسے
زوال ہوتا اگرچہ مدار سے نہ نکلتی اس پر اگر یہ خیال جائے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ
سرکنا تو آفتاب کو ہر وقت ہے پھر ہر وقت کو زوال کیوں نہیں کہتے تو یہ محض جاہلانہ
سوال ہوگا وجہ تسمیہ مطرد نہیں ہوتی کتب میں یہ مشہور حکایت ہے کہ مطرد ماننے والے
سے پوچھا جرجیر یعنی چینے کو کہ ایک قسم کا ناج ہے جرجیر کیوں کہتے ہیں کہا لانہ یتجرجر
علی الارض اس لیے کہ وہ زمین پر جنبش کرتا ہے کہا تمہاری داڑھی کو جرجیر کیوں نہیں کہتے
یہ بھی تو جنبش کرتی ہے قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں کہا لان الماء یقر فیہا اُس
میں پانی ٹھہرتا ہے کہا تمہارے پیٹ کو قارورہ کیوں نہیں کہتے اس میں بھی تو پانی ٹھہرتا
ہی یہاں تین ہی موضع ممتاز تھے افق شرقی وغربی و دائرۂ نصف النہار اُن سے سرکنے
کا نام طلوع وغروب رکھا کہ یہی انسب وجہ تمایز تھا اور اس سے تجاوز کو زوال

کہا اگرچہ جگہ سے زوال آفتاب کو بلاشبہ ہر وقت ہے کریمہ والشمس تجری لمستقر لہا
عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت ہے لا مستقر لہا یعنی سورج چلتا ہے
کسی وقت اُسے قرار نہیں۔ اوپر گزرا کہ قرار کا مقابل زوال ہے جب کسی وقت قرار
نہیں تو ہر وقت زوال اگرچہ تسمیہ میں ایک زوال معین کا نام زوال رکھا غرض کلام
اسمیں ہے کہ احادیث مرفوعہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آثار صحابۂ کرام و اجماع
اہل اسلام نے آفتاب کا اپنے مدار میں رہکر ایک جگہ سے سرکنے کو زوال کہا اگر زمین متحرک
ہوتی تو یقیناً ایک جگہ سے اُس کا سرکنا ہی زوال ہوتا اگرچہ مدار سے باہر نجاتی لیکن قرآن عظیم
صاف ارشاد میں اُس کے زوال کا انکار فرما رہا ہے تو قطعاً واجب کہ زمین اصلاً متحرک نہو
(ب) بلکہ خود یہی زوال کہ قرآن وحدیث وفقہ وزبان جملہ مسلمین سب میں مذکور قائلان دورۂ
زمین اسے زمین ہی کا زوال کہیں گے کہ وہ حرکت یومیہ اُسی کی جانب منسوب کرتے
ہیں یعنی آفتاب یہ حرکت نہیں کرتا بلکہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے جب وہ حصہ جس پر ہم ہیں گھوم
کر آفتاب سے آڑ میں ہو گیا رات ہوئی جب گھوم کر آفتاب کے سامنے آیا کہتے ہیں
آفتاب نے طلوع کیا حالانکہ زمین یعنی اُس حصۂ ارض نے جانب شمس رخ کیا جب اتنا گھوما
کہ آفتاب ہمارے سروں کے محاذی ہوا یعنی ہمارا دائرۂ نصف النہار مرکز شمس کی مقابل
آیا دوپہر ہو گیا جب زمین یہاں سے آگے بڑھی دوپہر ڈھل گیا کہتے ہیں آفتاب کو زوال
ہوا حالانکہ زمین کو ہوا یہ اُن کا مذہب ہے اور صراحۃً قرآن عظیم کا مکذب و مکذب ہے مسلمین
تو مسلمین بیروت وغیرہ کے سنہاری قائلان حرکت ارض بھی جن کی زبان عربی ہے اسوقت
کو وقت زوال اور دھوپ گھڑی کو مزولہ یعنی زوال پہچاننے کا آلہ اور اگر اُن سے کہیے
کیا شمس زوال کرتا ہے کہیں گے نہیں بلکہ زمین۔ حالانکہ وہ مدار سے باہر نہ گئی تو آپ کی
تاویل موافقین ومخالفین کسی کو بھی مقبول نہیں (ج) اوروں سے کیا کام آپ بفضلہ
تعالیٰ مسلمان ہیں ابتدائے وقت ظہر زوال سے جانتے ہیں کیا ہزار بار نہ کہا ہوگا کہ

النهار
زوال کا وقت ہے۔ زوال ہونے کو ہے۔ زوال ہو گیا۔ کاہے سے زوال ہوا دائرہ نصف
سے۔ کس کا زوال ہوا آپ کے نزدیک زمین کا کہ اسی کی حرکت محوری سے ہوا حالانکہ
اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ زمین کو زوال نہیں اب خود مان گر کر زمین متحرک ہو تو روزانہ اپنے
مدار کے اندر ہی رہ کر اُسے زوال ہوتا ہے دنیا سے زوال کفار پیش کرنے کا کیا موقع رہا
انصاف شرط ہے اور قرآن عظیم کے ارشاد پر ایمان لازم و باللہ التوفیق (د) یہاں سے
بحمدہ تعالیٰ حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُس ارشاد کی خوب توضیح ہو گئی کہ
صرف حرکت محوری زوال کو بس ہے (۹) بحمدہ اللہ تعالیٰ تین آتیں یہ گزریں آیت (۱) ان اللّٰہ
یمسك آیت (۲) ولئن زالتا آیت (۳) لدلوك الشمس آیت (۴) فلما افلت آیت (۵) وسبح
بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها آیت (۶) وسبح بحمد ربك قبل طلوع
الشمس وقبل الغروب ہ آیت (۷) حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدها تطلع
علی قوم لم نجعل لھم من دونها ستراہ اور ان سب سے زائد آیت (۸) وتری الشمس
اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال وھم
فی فجوۃ منه ذلك من آیت اللہ تو آفتاب کو دیکھے گا جب طلوع کرتا ہے اُن کے غار
سے دہنی طرف مائل ہوتا ہے اور جب ڈوبتا ہے اُن سے بائیں طرف کترا جاتا ہے حالانکہ
وہ غار کے کھلے میدان میں ہیں یہ قدرت الٰہی کی نشانیوں سے ہیں یوہیں صدہا احادیث
ارشاد سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم خصوصاً حدیث صحیح بخاری ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے قال النبی صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم لابی ذر حین غربت الشمس تدری
این تذھب قلت اللہ ورسوله اعلم قال فانها تذھب حتی تسجد تحت العرش
فتستأذن فیؤذن لها ویوشك ان تسجد فلا تقبل منها وتستأذن فلا یؤذن لها فیقال
لها ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربها فذلك قوله تعالیٰ والشمس تجری
لمستقر لها ذلك تقدیر العزیز العلیم ہ یوہیں ہزارہا آثار صحابہ عظام و تابعین کرام و اجماع

امت جن سب میں ذکر ہے کہ آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے آفتاب کو وسط شمال سے زوال
ہوتا آفتاب کی طرح روشن دلائل ہیں کہ زمین ساکن محض ہے بدیہی ہے اور خود مخالفین کو
تسلیم کہ طلوع و غروب و زوال نہیں مگر حرکت یومیہ سے تو جس کے یہ احوال ہیں حرکت یومیہ
اسی کی حرکت ہے تو قرآن عظیم و احادیث متواترہ و اجماع امت سے ثابت کہ حرکت یومیہ
حرکت شمس ہے نہ کہ حرکت زمین لیکن اگر زمین حرکت محوری کرتی تو حرکت یومیہ اسی کی حرکت ہوتی
جیسا کہ مزعوم مخالفین ہے تو روشن ہوا کہ زعم سائنس باطل و مردود ہے پھر شمس کی حرکت
یومیہ جس سے طلوع و غروب و زوال ہے نہ ہوگی مگر یوں کہ وہ گرد زمین دورہ کرتا ہے تو قرآن
و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہوا کہ آفتاب حول ارض دائرہ ہے لاجرم زمین مدار
شمس کے جوف میں ہے تو ناممکن ہے کہ زمین گرد شمس دورہ کرتی اور آفتاب مدار جوف میں
ہو تو بحمد اللہ تعالیٰ آیات متکاثرہ و احادیث متواترہ و اجماع امت طاہرہ سے واضح ہوا کہ
زمین کی حرکت محوری و مداری دونوں باطل ہیں و للہ الحمد زیادہ سے زیادہ مخالف یہاں یہ
کہہ سکتا ہے کہ غروب تو حقیقۃً شمس کے لیے ہے کہ وہ غیبت ہے اور آفتاب ہی اس حرکت
زمین کے باعث نگاہ سے غائب ہوتا ہے اور زوال حقیقۃً زمین کے لیے کہ یہ ہٹتی نہ کہ
آفتاب اور طلوع حقیقۃً کسی کے لیے نہیں کہ طلوع صعود اور اوپر چڑھنا ہے حدیث میں ہے
لکل حد مطلع نہایہ و در نثیر و مجمع البحار و قاموس میں ہے ای مصعد یصعد الیہ
من معرفۃ علمہ نیز نہایۃ اصول و تاج العروس میں ہے مطلع الجبل مصعدہ حدیث میں ہے
طلع المنبر مجمع البحار میں ہے ای علاہ ظاہر ہے کہ زمین آفتاب پر نہیں چڑھتی اور مخالف
کے نزدیک آفتاب بھی اس وقت زمین پر نہ چڑھا کہ طلوع اس کی حرکت سے نہیں
لاجرم طلوع سرے سے باطل محض ہے مگر مکان نشین کو حرکت زمین محسوس نہیں ہوتی انھیں وہم
گزرتا ہے کہ آفتاب چلتا چڑھتا ڈھلتا ہے لہذا طلوع و زوال شمس کہتے ہیں یہ کوئی کافر
کہہ سکے مسلمان کیونکر روا رکھ سکے کہ جاہلانہ وہم جو لوگوں کو گزرتا ہے قرآن عظیم بھی معاذ اللہ

اُسی وہم پر چلا ہے اور واقع کے خلاف طلوع و زوال کو آفتاب کی طرح نسبت فرما دیا ہے
والعیاذ باللہ تعالیٰ لاجرم مسلمان پر فرض ہے کہ حرکت شمس و سکون زمین پر ایمان لائے واللہ الہادی
(۱۰) سورۂ طٰہٰ و سورۂ زخرف دو جگہ ارشاد ہوا ہے الذی جعل لکم الارض مھدا دونوں
جگہ صرف کوفیوں مثل امام عاصم نے جن کی قرارت ہند میں رائج ہے مَهْدًا پڑھا باقی تمام آئمہ
قرارت نے مِهَادًا بزیادت الف - دونوں کے معنی ہیں بچھونا جیسے فرش و فراش یونہیں
مھد و مہاد (ا) پس قرارت عام ائمہ نے قرأت کوفی کی تفسیر فرمادی کہ مھد سے مراد فرش
ہے مدارک شریف سورۂ طٰہٰ میں ہے (مھدا) کوفی وغیرھم مھادا وھما لغتان لما یبسط
ای الفرش اُسی کی سورۂ زخرف میں ہے (مھدًا) کوفی وغیرھم مھادا ای موضع قرار
معالم شریف میں ہے قرأ اھل الکوفۃ مھدًا ھھنا فی الزخرف فیکون مصدرا ای
فرشا وقرأ الآخرون مھادا ای فراشا وھو اسم لما یفرش کالبساط تفسیر ابن عباس
میں دونوں جگہ ہے (مھدا) فراشا نیز یہی مضمون قرآن عظیم کی بہت آیات میں ارشاد ہے
الم نجعل الارض مھادا فرماتا ہے والارض فرشنھا فنعم الماھدون فرماتا ہے واللہ
جعل لکم الارض بساطا فرماتا ہے الذی جعل لکم الارض فراشا اور قرآن کی بہتر تفسیر
وہ ہے کہ خود قرآن کریم فرمائے (ب) بچے ہی کا مہد ہو تو وہ کیا اُس کے بچھونے کو نہیں
کہتے جلالین سورۂ زخرف میں ہے (مھادا) فراشا کالمھد للصبیین لاجرم حضرت شیخ
سعدی و شاہ ولی اللہ نے مھدًا کا ترجمہ طٰہٰ میں فرش اور زخرف میں بساط ہی کیا اور
شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر نے دونوں جگہ بچھونا (ج) گہوارہ ہی لو تو اس سے
تشبیہ آرام میں ہوگی نہ کہ حرکت میں ظاہر کہ زمین اگر بفرض باطل جنبش بھی کرتی تو اس
سے نہ ساکنوں کو نیند آتی ہے نہ گرمی کے وقت ہوا لاتی ہے تو گہوارہ سے اُسے بحیثیت
جنبش مشابہت نہیں ہے تو بحیثیت آرام و راحت ہے خود گہوارہ سے اصل مقصد یہی ہے
نہ کہ ہلانا تو وجہ شبہ وہی ہے نہ یہ - لاجرم اسی کو مفسرین نے اختیار کیا (د) لطف یہ کہ

علما نے اس تشبیہ مہد سے بھی زمین کا سکون ہی ثابت کیا بالکل نقیض اس کا جو آپ
چاہتے ہیں تفسیر کبیر میں ہے کون الارض مھدا انما حصل لاجل کونھا واقفۃ ساکنۃ
ولما کان المھد موضع الراحۃ للصبی جعل الارض مھدا لکثرۃ ما فیھا من الراحات
خازن میں ہے جعل لکم الارض مھدا معناہ واقفۃ ساکنۃ یمکن الانتفاع بھا ولما
کان المھد موضع راحۃ الصبی فلذلک سمی الارض مھادا لکثرۃ ما فیھا من الراحۃ
للخلق خطیب شربینی پھر فتوحات الٰہیہ میں زیر کریمہ زخرف ہے ای لو شاء جعلھا متحرکۃ
فیما یمکن الانتفاع بھا فالانتفاع بھا ان یحصل لکونھا مسطحۃ قارۃ ساکنۃ اس
ارشاد علما پر کہ زمین متحرک ہوتی تو اس سے انتفاع نہ ہوتا کاسہ لیسان فلسفہ جدیدہ کو اگر یہ
شبہ لگے کہ اس کی حرکت محسوس نہیں تو ان سے کہیے یہ تمہاری ہوس خام ہے فوزمبین
دیکھیے ہم نے خود فلسفۂ جدیدہ کے مسلمات عدیدہ سے ثابت کیا ہے کہ اگر زمین متحرک ہوتی
جیسا وہ مانتے ہیں تو یقیناً اس کی حرکت ہر وقت سخت زلزلہ اور شدید آندھیاں لاتی
انسان حیوان کوئی اس پر نہ بس سکتا زبان سے ایک بات ہانک دینا آسان ہے مگر اس پر
جو قاہر رد ہوں انکا اٹھانا ہزار ہا بانس پیرانا ہے (۱۱) دیباچہ میں جو آپ نے دلائل حرکت زمین
کتب انگریزی سے نقل فرمائے الحمد للہ انہیں کوئی نام کو تام نہیں سب باد رہوا ہیں زندگی بالخیر
ہے تو آپ ان شاء اللہ تعالیٰ ان سب کا رد بلیغ فقیر کی کتاب فوزمبین کی فصل چہارم میں دیکھیں گے
بلکہ وہ آٹھ سطریں جو میں نے اول میں لکھی ہیں کہ یورپ والوں کو طریقۂ استدلال اصلا نہیں
آتا انہیں اثبات دعوی کی تمیز نہیں انکے اوہام جن کو بنام دلیل پیش کرتے ہیں یہ علتیں
رکھتے ہیں مصنف ذی فہم مناظرہ داں کیلئے وہی انکے رد میں بس ہیں کہ یہ دلائل بھی انہیں
علتوں کے پابند ہوس ہیں اور بفضلہ تعالیٰ آپ جیسے دیندار سنی مسلمان کو تو اتنا ہی سمجھ لینا کافی
ہے کہ ارشاد قرآن عظیم و نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم و مسئلہ اسلامی و اجماع امت گرامی کے خلاف
کیونکر کوئی دلیل قائم ہو سکتی اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اس کا رد نہ آئے جب بھی یقیناً

وہ مردود اور قرآن و حدیث و اجماع سبھی یہی بحمد اللہ شان اسلام۔ محب فقیر سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دور از کار کرکے سائنس کے مطابق کرلیا جائے یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے دلائل سائنس کو مردود و پامال کردیا جائے جابجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو سائنس کا ابطال و اسکات ہو یوں قابو میں آئیگی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں آپ اسے بچشم پسند دیکھتے ہیں ؏ وعین الرضاء عن کل عیب کلیلۃ اُس کے معایب مخفی رہتے ہیں مولیٰ عزوجل کی عنایت اور حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کرکے اس کے دعاوی باطلہ مخالفہ اسلام کو بنظر تحقیر و مخالفت دیکھیے اُسوقت انشاء اللہ العزیز القدیر اسکی ملمع کاریاں آپ پر کھلتی جائینگی اور آپ جسطرح اب دیوبندیہ مخذولین پر مجاہد ہیں یوہیں سائنس کے مقابل آپ نصرت اسلام کیلئے تیار ہوجائینگے کہ ؏ ولکن عین السخط تبدی المساویا حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی فرماتے ہیں ؎ دشمن راہ خدا را خوار دار + دزد را منبر منہ بر دار دار رب کریم بجاہ نبی رؤف الرحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ہمیں اور آپ اور ہمارے بھائیوں اہلسنت خلوص ملت کو نصرت دین حق کی توفیق بخشے اور قبول فرمائے۔ آمین الٰہ الحق آمین واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولینا فانصرنا علی القوم الکفرین والحمد للہ رب العلمین ۰ وصلی اللہ علی سیدنا ومولینا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین واللہ تعالیٰ اعلم

تمت

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
حشر تک قبر والوں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہورہی ہے
(ارشاد غوث الاعظم دستگیر)
بجانب: انجمن محبان مصلح الدین صدیقی

مختلف فیہ مسائل پر مشتمل بیان آسان علمیہ اور لاجواب کتاب

کشف الحقائق

اظہارِ حق

مصنف

علامہ مولانا مفتی محمد عبد المتین صاحب سہروردی بہاری مدظلہ

صدر مدرس مدرسہ عزیزیہ بہار شریف

باہتمام

سید شاہ تراب الحق قادری

مصلح الدین پبلیکیشنز کراچی

میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی